آج ہے میلاد اقدس آفتاب الصدق کا ۔ نور افشاں کا ستارہ کیوں نہ چمکے مثل ماہ

اجرا ۸ اپریل ۸۹ | سن مسیح

نور افشاں

آفتاب الصدق

جلد ۴۴	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء	نمبر ۵۱

مولود مسعود

از قلم سحر رقم جناب پروفیسر لاموئیل صادق ۔ بی ۔ اے ۔
سینٹ جانسن کالج ۔ آگرہ

چرخ بالا سے چمکتا ہے ستارا کیسا ۔ ہر طرف نور دل افروز ہے پھیلا کیسا
ہر دو عالم میں ہوا آج اُجالا کیسا ۔ بزم عشرت کا ہوا لطف دوبالا کیسا
چشمۂ مہر فلک دہر میں پھوٹا کیسا
عرش سے فرش تلک نور ہو چھایا کیسا!

مژدہ ملائک نے فلک سے یہ سنایا کیسا ۔ نظر اہل جہاں کو ہے اچنبھا کیسا
اقلیم رنج مسرت سے ہے بدلا کیسا ۔ شادمانی نے کیا آج بسیرا کیسا
آج ہنگامۂ راحت ہے مچایا کیسا
مے عشرت سے ہے پر جام نصاریٰ کیسا!

دل پژمردہ ہوا آج شگفتہ کیسا ۔ چرخ سے آتا ہے الطاف کا جھونکا کیسا
نقشۂ عیش ہے عالم سے ہویدا کیسا ۔ بیت اللحم نے پایا ہے یہ رتبہ کیسا
دل سیہ کاروں کا ہے غم سے مبرا کیسا
اہل عالم کو ملا آج یہ مژدہ کیسا ۔

گلشن دہر میں کیوں آج بہار آئی ہے ۔ سبزۂ گل و غنچۂ گلشن میں دلآرائی ہے
خوش خرامی سے یہ کیوں باد صبا آئی ہے ۔ چار سو کس نئے شادی کی گھٹا چھائی ہے
شادماں آج ہر اک غنچہ ہے کیوں کھل کھل کر
اپنی ہی بو کے مزے لیتا ہے کیوں مل جلکر

کون ہے تجھ میں اے گلزار جہاں آنے کو ۔ کون ہے غنچۂ حسیناں زمانے آنے کو!
کون ہے چھوڑ کے فردوس بیاں آنے کو ۔ کون ہے شیریں دہاں شیریں زباں آنے کو
شوق سے دیکھتا ہے نرگس بیمار کسے
جام لالہ ہے کھڑا کرنے کو سرشار کسے

ہر دو عالم میں ہے محفل عشرت کیسی ۔ کیسی فرحت ہے خوشی کیسی ہے عشرت کیسی
آج جاگی دل مایوس کی قسمت کیسی ۔ دل افسردہ پہ نازل ہوئی رحمت کیسی
گل مقصود بھی اک آن میں کھلنے کو ہیں
دل سے ارمان سبھی آج نکلنے کو ہیں!

روز پیدائش عیسےٰ وفادار ہے آج ۔ رشک خورشید جہاں تاب کا دیدار ہو آج
آمد ابن خداوند جہاں دار ہے آج ۔ گرم اس ہی لئے سب عیش کا بازار ہو آج
خلد ہفتم سے سوا دہر کا گلزار ہے آج
آمد عیسےٰ پہ جواد و غفار ہے آج ۔

شب تاریکی عالم میں ہے اختر چمکا ۔ یا سیہ کاروں کی قسمت کھلی یا در چمکا
ایسا پر نور یہ دنیا میں ہے گوہر چمکا ۔ جس کے جلوہ سے جہاں سارا سراسر چمکا
اے مہر صداقت کو دکھایا اس نے
بقعۂ نور سب عالم کو بنایا اس نے

ہیں جو اں فلک مدح سرائے عیسےٰ ۔ ہے نظام فلکی جلوہ نمائے عیسےٰ
گوش عالم جو سنے لطف نوائے عیسےٰ ۔ ہستی جان شکستہ کو بسائے عیسےٰ
اے صادق نہ کہو کیوں دل ہے فدائے عیسےٰ
ہر انس پہ بھی عیاں نور وفائے عیسےٰ

ایڈیٹوریل نوٹس

۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء

بڑا دن مبارک ہو

کرسمس ڈے اور سال کا خاتمہ

بعض وقت غروب آفتاب کے موقع پر منظر نہایت دلکش اور مسرت افزا نظر آیا کرتا ہے۔ خصوصاً جبکہ آدمی دن بھر کی محنتوں اور دنیا کے مخمصوں سے تھک کر وہ تفریح طبع کے لئے بیابان کی جانب نکل جاتا اور قدرت کی چیزوں سے اپنا دل بہلاتا ہے۔ وہ رات کے پر آرام عرصہ کی آمد پر خواہ وہ ایک قلیل مدت کا ہی کیوں نہ ہو۔ جبکہ اپنی تمام محنتوں سے قدرے آرام کریگا۔ بڑا خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تھوڑے سے عرصہ میں اپنے دن کی تمام تکالیف اور تکان سے علیحدہ ہو کر سو رہنے کا منتظر ہوتا ہے۔ اسی طرح مسیحی کا تین سو پینسٹھ دن کا سال خواہ کیسی تکالیف اور کوفتوں سے پر ہو مگر خداوند کی بے غایت محبت اور مہربانیوں سے بھرا ہوا ختم ہونے کو ہوتا ہے۔ کرسمس ڈے کی نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی مسرت اور خدا کی مہربانیوں سے معمور تمام دل کو نہایت خوش اور طبیعت کو مسرور کرتی ہوئی اس کے سامنے آجاتی ہے۔ سال کا خاتمہ مسیحی کے لئے پیام راحت لاتا ہے۔ اس کو خدا کی غیر منتہی محبت کی مسرت بخش خبر سناتا ہوا ختم ہوتا ہے۔ جس سے سارے سال کی روحانی کلفت جاتی رہتی اور جاویدانی الفت کے آفتاب کی کرنیں منعکس ہو کر اسکی روح کو منور اور طبیعت کو تر و تازہ کرتی ہیں۔ دل میں نئی امنگ اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ زندگی میں انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ اور دنیا کی طرف سے منہ پھیر کر خدا کی سمت جو اس نے اپنے پیارے بیٹے ہمارے خداوند کے ذریعہ دنیا کی نجات کی خاطر ظاہر کردی ہے بڑے جوش اور ترنم کے ساتھ منعطف ہو جاتا ہے۔ اور سال کے آخر میں دنیا کے تمام مسیحی ایک دوسرے کو یہ خوشی کی خبر سناتے اور اس کی حمد کے گیت گاتے نظر آتے ہیں۔

دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری امت کے واسطے ہوگی۔ کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا۔

یعنی مسیح خداوند

کرسمس ڈے کا پیغام

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ایسٹر کا پیغام ہے کہ خدا کی بابت سوچو۔ اور جولائی ہم کا پیغام ہے۔ ہماری قوم کی بابت فکر کرو۔ شکرگزاری کا پیغام ہے۔ کہ اپنی برکتوں پر غور کرو۔ نوروز کا پیغام ہے کہ گزرے ہوئے زمانہ پر سوچو۔ مگر کرسمس کا پیغام ہے۔ کہ دوسروں کا خیال کرو۔ اقتباسات الفاظ تمہارے لئے نہیں ملفوف ہے۔ اور یہی کرسمس کی جان ہے۔ ہر ایک مسیحی اپنے مسیحی بھائی اور غیر مسیحی بھائیوں اور دوستوں سے کہے۔ کہ تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا۔ یعنی خداوند مسیح۔ کرسمس ڈے کی جان نیکی کی طبیعت ہے۔ ایک شخص کی بابت ذکر ہے کہ اس کا دوست نہایت ہی بدمزاج اور سنگدل تھا۔ اور وہ شخص اسے بہتر زندگی میں لانے کا بڑا فکرمند تھا۔ یہ دوست جسکا باطن ابھی تک مسیح کی محبت سے روشن اور گرم نہیں ہوا تھا۔ دنیا کو بڑا [illegible] اور زینت دیتا تھا جسکا دل ہمدردی سے بالکل خالی تھا۔ جب کرسمس آیا تو اس شخص نے اپنے دوست سے کہا آؤ ہم کرسمس کی خوشی میں دوسروں کو بھی شامل کریں۔ دوست نے اس کی بات مان لی اور نتیجہ کیا ہوا کہ دوسرے ہی دن وہ تبدیل ہو گیا۔ اس کا دل نرم ہو گیا۔ ہمدردی اور جاں نثاری کا پتلا بن گیا۔

بلجیم کے یتیموں کی طرف دیکھو

اس کرسمس ڈے کی خوشیوں میں ہم اپنا ہی نہیں بلکہ بلجیم کے یتیم بچوں اور بیوہ اور بے خانمان کا بھی خیال کریں۔ جن کو جرمن کے دست تطاول نے اس حالت میں ڈالدیا ہے کہ جس کی بابت سنتے ہی کلیجہ دھڑکتا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ لارڈ میر آف لنڈن نے خبر بھیجی ہے کہ بلجیم میں ۵۷۵۰۰۰ بچے ہیں۔ جنکو جرمنوں نے بلجیم میں ابھی تک اسیر کر رکھا ہے۔ ان میں سے ۸۴۵۰۰۰ ایسے بچے ہیں جن کی عمر ۱۲ برس سے کم ہے کرسمس ڈے پر انکا خیال کرو۔ ۱۵۰۰۰۰۰ بچے بلجیم میں ایسے جن کو صرف خیرات ہی سے خوراک مل رہی ہے۔ نیوٹرل کمیشن فار ریلیف نے دو سال تک انہیں خوراک دیکر تا حال زندہ

رکھا ہے۔ جرمن لوگ نہ اُن کی پرورش ہی سے وحشیانہ طور پر انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اِس کمیشن کو اُن کے لئے خوراک اور پوشاک پہونچانے کی اجازت دینے کو بھی نفرت اور حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی میئر صاحب انگلستان کے سنڈے سکولوں کا ہر ایک ممبر ایک ہی ایک آنہ اس چندہ میں دے تو اُس سے بلجیم کے اُن بچوں کے لئے عنقریب ۴۰۰۰۰۰ روپیہ فراہم ہوجائینگے۔ یعنی ۶۲۳۶۶۱۴ آنوں سے ۳۸۹۷۸۸ روپیہ ہوجائینگے۔ کیا ہندوستان کے سنڈے سکول کے ممبروں اور تمام ہندوستانی مسیحیوں کے سامنے اِس قدر روپیہ فراہم کرکے بلجیم کے یتیم بچوں کو اپنی کرسمس کی خوشیوں میں شریک کرلینا اور ثواب دارین حاصل کرلینا کچھ بڑی بات ہے؟ اُمید ہے کہ اس موقعہ پر ہمارے ہندوستانی مسیحی بھائی دل کھولکر دینگے۔ لودیانہ کی کلیسیا نے مصمم ارادہ اور تجویز کرلی ہے کہ ۲۴ تاریخ کے اتوار کا سارا چندہ اس مد میں بھیجا جائے۔ اُمید ہے کہ دیگر کلیسیائیں بھی اسی طرح یا جیسا اُن کو پسند آئے کریں گی اور ضرور کریں گی۔ جو کلیسیائیں یا صاحبان روپیہ جمع کریں وہ بذریعہ چیک یا منی آرڈر۔ پادری آر برجز صاحب جنرل سکرٹری انڈیا سنڈے سکول یونین جبلپور سی پی کے نام اور پتہ پر روپیہ بھیجیں ؎

کرسمس ڈے کا نذرانہ { انجیل جلیل میں مرقوم ہے کہ

جب مجوسیوں نے مسیح کی سعید ولادت پر پورب میں ستارہ دیکھا اور اُس کی رہنمائی سے نومولود مسیح شہزادہ کا پتہ لگاتے لگاتے اُس جگہ پہونچگئے جہاں وہ بچہ تھا۔ تو وہ ستارے کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور اُس گھر میں پہنچکر بچے کو اُس کی ماں مریم کے پاس دیکھا۔ اور اُس کے آگے گر کر سجدہ کیا۔ اور اپنے ڈبے کھولکر سونا اور لوبان اور مُر اس کو نذر کیا۔" اس وقت بھی جب ہم اسی مولود مقدس کی ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہیں تو لازم ہے کہ سب سے پہلے اسکو دیکھیں۔ اُس میں خدا کے اُس قدیم وعدہ کی تکمیل دیکھیں جو اُس نے باغ عدن میں عین گناہ کے دنیا میں آغاز ہی کے وقت آدم اور حوا سے کیا تھا اس میں ہم دیکھیں کہ وہی ہمارا منجی ہے۔ وہ مسیح خداوند ہے۔ اُس میں ہم دیکھیں کہ یہ ہمارے لئے "بڑی خوشی کی بشارت ہے"۔ ہم جو گناہوں اور خطاؤں میں مردہ تھے گناہ کی مزدوری موت حاصل کر رہے تھے۔ اور خدا سے دور تھے مگر اب خدا نے مسیح میں ہوکر اپنے ساتھ دنیا کا ملاپ کرلیا۔ اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا" پھر اُس کے آگے گر کر سجدہ کریں۔ اُس کی تعظیم۔ اُس کی حمد۔ اُس کی شکر گزاری۔ اُس کی عبادت اور پرستش کریں۔ اُس کو بڑا جانیں۔ اس کے ساتھ دلی محبت کریں اور اپنے ڈبے کھولکر۔ دلوں کے ڈبے کھولکر اپنی ساری مرضی۔ اپنی ساری عقل۔ اپنی ساری خواہشات۔ اپنے سارے جذبات کی دولت۔ اپنے سارے کاموں اور نیک اعمال اور خوش اطوار اور برتاؤ کی خوشبو کے لوبان کو اور مسیح کی خاطر ہر قسم کے دکھ اور تکالیف اور طعن و تشنیع کے برداشت کے مُر کو جو تلخ ہوتا ہے۔ اس کی نذر کردیں۔ یہ ہمارا کرسمس ڈے کا نذرانہ ہے جو ہم اپنے منجی اور خداوند یسوع مسیح کے آگے رکھدیں۔

مسیح کی پیدائش کے وقت چھوٹی لڑکی کا نذرانہ { ایک نہایت عجیب و غریب اور دلکش قصہ

بتایا جاتا ہے کہ جب خداوند یسوع ابھی چرنی ہی میں رونق افروز تھے۔ اور مجوسی اپنے ڈبے کھول کر سونا لوبان اور مر خداوند کی نذر کر رہے تھے۔ تو جنگل میں جو چرواہے تھے اور اپنی بھیڑوں کی رات کے وقت باری باری نگہبانی کیا کرتے تھے۔ اُن کی چھوٹی سی لڑکی نے یہ سارا ماجرہ دیکھا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کیونکہ اُس کے پاس کچھ نہیں بلکہ کم قدر پھول بھی نہ تھا جو وہ اپنے پیارے منجی کی نذر کرتی۔ اسی اثنا میں ایک فرشتے نے جو نزدیک ہی کھڑا تھا۔ لڑکی کو روتے دیکھکر اور اُس کے رونے کا سبب اپنے جی میں معلوم کر کے اپنے نقرئی عصا سے پاس کی یخ بستہ زمین پر ضرب لگائی۔ ضرب لگاتے ہی زمین سے ایک نرم اور خوبصورت سی شاخ نکل آئی جس میں ایک نہایت خوشنما کلی لگی ہوئی تھی۔ یہ کلی اس لڑکی کے دیکھتے دیکھتے آن کی آن میں کھل گئی اور ایک نہایت خوش منظر سفید سا پھول بنگئی جس کے عین وسط میں ایک ٹوپی نما زرین چمکدار زردہ کھلا ہوا تھا۔ فرشتے نے یہ تحفہ اس لڑکی کو دے دیا لڑکی نے بڑی خوشی اور شگفتہ روئی کیا تھا یہ شاخ اُس فرشتے سے لی اور دوڑی دوڑی جاکر اس مقدس بچے کے ہاتھ میں رکھدی کہتے ہیں کہ بچے نے بھی بہ لب تبسم اپنی مٹھی کھولدی اور وہ شاخ پکڑلی۔ یہ سب سے پہلا کرسمس روز

قصیدہ کرسمس ڈے

خالق کی کرو حمد و ثنا ہیپی کرسمس۔
جس نے ہمیں یہ دن دیا ہیپی کرسمس
ہاں حضرت عیسےٰ کی ولادت ہو مبارک
آئی وہ شب یو آل اہل دعا ہیپی کرسمس
جو روح مقدس ہو مری روح کا شیشا
وہ جام مجھے بھر کے پلا ہیپی کرسمس۔
لو کیسا مبارک ہے یہ دن جس کی خوشی میں
آتی ہے فلک سے بھی صدا ہیپی کرسمس
وہ دن کرے خالق کہ تجھے مان لیں سارے
ہر اک کی زباں پہ ہو صدا ہیپی کرسمس
وہ آیا بچانے کے لئے ہم کو فلک سے
یہ گا نا کرسمس پہ سدا ہیپی کرسمس
عیسےٰ نے بچایا ہے ہمیں خون بہا کر
ہے عاصیوں کی وہ ہی دوا ہیپی کرسمس
وہ ذات خدا شان خدا روح خدا ہے
اللہ کا ہے جلوہ نما ہیپی کرسمس۔
ممکن ہی نہیں دل سے تجھے اپنے بھلادوں
نقشہ ہے ترا دل پہ کھنچا ہیپی کرسمس
ہر حال میں ہے عیسیٰ نگہبان ہمارا۔
ہاں مل کے کہے ساری سبھا ہیپی کرسمس
دکھلا دو کیا ہے ثمر زار کو جس نے
وہ نام مسیحا ہے دیا ہیپی کرسمس

غزل

نورافشاں کا ہے تابندہ نشاں
دور میں جب تک رہے یہ آسماں
چار سو جلوہ ہے جس کا دور میں۔
ہے کہیں ظاہر کہیں وہ ہو نہاں۔
کچھ تو سبب اُن کے نہ آنے کا سبب
آئیں گے وہ ناگہاں اک دن یہاں
تخت پر بیٹھا ہے اپنے باپ کے
ہے یسوع بیٹا خدا کا بیگماں
اپنے قدموں میں جگہ دینا مجھے۔
پاس آتا ہوں ترے اے مہرباں
کب سے تیری انتظاری ہے مجھے
جلد آتو اے مسیح مہرباں۔
ہے دعا میری یہ صبح و شام کی
پیرو عیسےٰ بنیں خرد و کلاں۔
یا خدا دائم رہیں قایم یونہیں
شاہ انگلش اور یہ ہندوستان
ہے دعا میری ثمر یہ رات دن۔
میرا سر ہو اور یسوع کا آستاں

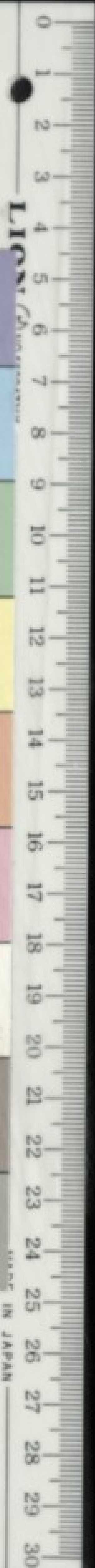
غزل

کرو تم شکر خلاق جہاں کا۔
دکھایا جس نے منہہ روز کلاں کا
الم کیسا ہے اور ہے غم کہاں کا
بلندی پر ستارہ ہے جہاں کا
نمود موسم گل چار سو ہے۔
نہیں ہے نام تک باقی خزاں کا
جسے دیکھو وہ پھرتا ہو خوش خوش
عجب کچھ حال ہے پیر و جواں کا
پئے اک گھونٹ آب زندگانی
دکھائیں پھر تجھے جوہر زباں کا
بہت مدت سے ہم ساقی کھڑے ہیں
پلادے اوک سے پیالہ کہاں کا
جو آئے وہ نہ جائے در سے خالی
بڑا ہوتا ہے رتبہ میہماں کا۔
کسی کی یاد میں ہے میگساری
نہیں ہے کچھ فکر سود و زیاں کا
نہیں عشق حقیقی جس کے دل میں
وہ کیا جانے مزہ میری زباں کا
کرسمس اس لئے کہتے ہیں اس کو
شفیع پیدا ہوا اس دن جہاں کا۔
قدم پڑتے ہی تیرے اس جہاں میں
نمونہ بن گیا گویا جناں کا۔
اُسی کی ذات کے سارے ہیں جلوے
شفیع ہے جو زمین و آسماں کا۔
بچایا مجھ سے عاصی کو اُسی نے
کیا چارہ میرے درد نہاں کا۔
نہیں محرم بجز تیرے خدا کا
توہی ہے راز داں اُس لامکاں کا۔
گئے دعوے خدائی کے جنہوں نے
پتہ اُن کے نہیں نام و نشاں کا
یہ قصے بلبل و قمری کے سارے
اک آشفتہ ورق ہے داستاں کا
کفیل کار ہے عیسےٰ ہمارا
نہ کچھ یاں کا خطر ہے اور نہ واں کا
نہیں تاریکئے مرقد کا خطرہ۔
کہ دل پر نقش ہے اُس مہرباں کا
ثمر اس میں نہیں کچھ شک مسیحا
ہے بیٹا خاص خلاق جہاں کا

دیکھ لو چشمۂ بقا اُمڈا

از قلم حکیم میر کریم الدین برق مجیٹھا۔
ضلع امرت سر۔

باغ دنیا میں دھوم ہے ہر سو
قمری کرتی ہیں خوش بخوش کو کو۔



اک گل تر کی آمد ہے۔
فاختہ کی صدا ہے بر لب جو
ہے بنفشہ اور نیلوفر میں ذکر
انتظاری ہیں کر رہے ہیں فکر
ہاں ہزارہ و نرگس و سنبل
سب خوشی سے ہیں جھومتے بالکل
گھر میں داؤد کے ہوا پیدا
کر دے اندھوں کو پل میں جو بینا
نور ازلی ہوا مجسم اب۔
روح قدسی سے مظہر رب
لو۔ فرشتوں نے گیت گایا ہے
دیکھو چرنی میں لا بٹھایا ہے۔
ہے مبارک خدا کی اس دن پہ
بی بی مریم کے گود میں ہے پسر
عاصیوں کے لئے فقط بشارت ہے
حیرت انگیز اور خوش زیارت ہے
راہ حق اور زندگی بالکل
جو نہ سمجھے وہ ہے بڑا جاہل
برقؔ بڑھ کر ادب سے ہو آگے
راز و بینش کو سوچ لے پہلے۔

حیرت انگیز واقعہ

اگلے دنوں کا حال جو تم سے آگے گزر گئے اُس دن سے کہ خدا نے انسان کو زمین پر پیدا کیا پوچھو۔ اور آسمان کے اُدھر سے لیکر اُدھر تک پوچھو کہ کیا ایسا امر عظیم کبھی واقعہ ہوا ہے۔ یا اُس کی مانند کبھی سنا گیا کبھی لوگوں نے خدا کی آواز آگ میں سے بولتی سنی۔ اور زندہ رہے یا کبھی خدا نے قصد کیا تھا کہ جا کے ایک گروہ کو کسی قوم کے بیچ سے امتحانوں اور نشانوں اور معجزوں کے وسیلے سے اور جنگ اور زور آور ہاتھ اور بڑھائے ہوئے بازو سے اور ہولناک ماجروں سے اپنے لئے اختیار کرے جس طرح خداوند تمہارے خدا نے تمہاری آنکھوں کے سامنے مصر میں تمہارے لئے کیا استثنا ۴: ۳۲۔ ۳۵ اس معاملہ کا حضرت داؤد بھی حیرت سے یوں ذکر کرتا ہے۔

تیرے سوا جہاں تک ہم نے اپنے کانوں سنا کوئی خدا نہیں۔ دنیا میں تیری قوم اسرائیل کی مانند ایک گروہ کون سا ہے جس کو بچانے کو خدا آپ گیا ۲ سموئیل ۷: ۲۲ و ۲۳

حضرت موسیٰ کوئی سادہ لوح یا عوام جہلا میں سے نہ تھا۔ اور نہ زود اعتقاد تھا۔ کہ دھوکا کھا گیا ہو۔ اُس زمانہ کے سائنس اور علم و ادب میں ۴۰ برس کی عمر تک اس نے تعلیم پائی تھی۔ اور تعلیم بھی ایسے شاہی خاندان میں پائی جو خدا کے مثل مانے جاتے تھے۔ مصر کے تمام معبودوں میں فرعون کا اوّل درجہ تھا۔ اُس کے گھر میں اُس کی بیٹی کی گود میں پرورش پائی۔ ایسا آدمی دھوکا نہیں کھا سکتا۔ چالیس برس کی عمر تک اُس نے وہاں سب طرح کے علوم و فنون ملکی میں بخوبی مہارت حاصل کر لی تھی۔ اس کے بعد اُس نے چالیس سال تک نیچر کا خوب مطالعہ کیا۔ باغ و راغ جنگل و بیابان میں دن رات پھرتا بھیڑ بکریاں چراتا۔ انتظام شمسی سے بخوبی واقف تھا۔ نیک و بد کا امتیاز بخوبی رکھتا تھا۔ اس کے بعد جو کچھ اس پر گذرا اُس کا ذاتی تجربہ تھا۔ نیچر کے تمام عجائبات سے بڑھ کر حیرت افزا واقعہ اُس نے وہ پایا جو کوہ طور پر واقعہ ہوا۔ یہاں اُس نے الٰہی ذات کا تجربہ کیا۔ جو اُس کی نظر میں عالم عجائبات سے زیادہ عجیب۔ زیادہ حیرت انگیز اور تعجب خیز تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ بزرگان سلف سے پوچھو۔ تاریخ کے صفحے الٹو۔ دیکھو ایسا عجیب ماجرا ایسا حیرت افزا واقعہ کبھی دیکھنے سننے میں آیا؟ کہ انسان خدائے قادر مطلق کی آواز سنے ابتداء عالم سے کبھی کسی نے خدا کی آواز سنی۔ خدا کے عجیب کارخانے میں یہ ایک ایسا عجیب ماجرا ہے جسکی نظیر نہیں۔ انسان نے خدا کی آواز آگ میں سے سُنی۔ اور پھر زندہ رہا۔ تواریخ نے کوئی ایسا واقعہ ہم کو نہیں سُنایا۔ خالق عالم مجسم کرنیوالا خدا انسان سے روبرو ہمکلام ہوا اور انسان بچ رہے۔ اے اسرائیل یہ واقعہ تمہارے ساتھ گذرا ہے۔ بزرگان سلف کے ساتھ نہیں گذرا کہ تم کو اس میں کسی طرح کا شک ہو۔ یہ تمہارے ساتھ واقعہ ہوا جو اب زندہ ہو۔ تم اپنے کانوں خدا کو بولتے سنا اور زندہ رہے۔ اور اس سے بھی زیادہ حیرت خیز ماجرا یہ ہے کہ خدا تمام دنیا کی قوموں کو چھوڑ کر ایک گروہ کو غلامی سے چھڑا دے عجائبات معجزات اور نشانیاں دکھا کر رہائی دلاوے اُس گروہ کو بچانے کے واسطے مصریوں کو ہلاک کرے۔ اے آل اسرائیل یہ واقعات تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ موسیٰ یہ واقعات اسرائیل کو تو سنا رہا ہے۔ جو ابھی غلامی سے چھوٹ کر آئے تھے۔ مگر خود ان واقعات سے حیرت کا پتلا بن رہا ہے۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے ناممکن ممکن ہو گئے۔ یہ کوئی دھوکے کی یا نظر بندی کی کھیل نہ تھی۔ بلکہ ایسے واقعات جنکا ثبوت قوم بنی اسرائیل بذات خود اُسکے سامنے تھی۔

واقعی نظام عالم میں حیرت انگیز واقعہ کو ہونے کا تعجب تھا۔ کوئی تعجب کی بات

نہیں لیکن آج اگر موسےٰ دنیا پر ہوتا۔ اور وہ **بیت اللحم** میں جاتا۔ اور ہمارے گرجوں میں آتا۔ اُس کو وہ واقعات کوئی حیرت افزا نہ معلوم ہوتے۔ کیونکہ کسی خود مختار بادشاہ کا غضب ناک دشمن کو تہ تیغ کرکے اپنے کسی عزیز کو دشمن کے ہاتھ سے چھڑا لینا کوئی نادر معاملہ نہیں۔ ایسے واقعات دنیا میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ اگر آج انگریز بلجیم اور سرویا کی رہائی کے واسطے جرمن کے مقابلہ پر غضب ناک ہو رہے ہیں تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ وہ اپنے عہد کو پورا کر رہے ہیں۔ خدا نے بھی ابراہام سے وعدہ کیا تھا۔ اُس کو موسےٰ کے وقت پورا کیا؛

کاشکہ آج موسےٰ ہمارے درمیان ہوتا۔ اور وہ دیکھتا کہ وہ طور والا غیور قادر اور بھسم کرنے والا خدا اپنے دشمنوں کو شیطان کی غلامی سے چھڑانے کے واسطے خود غریب۔ عاجز اور ناتواں ہو کر دنیا میں آیا اور جن کے بچانے کو آیا وہی اُس کے جان لیوے ہوگئے۔ وہی اُس کو ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ مارتے اور مصلوب کرتے ہیں۔ مگر وہ اُن کے مقابلہ میں اپنا منہ نہیں کھولتا۔ بالکل بے زبان ہے۔ بلکہ اُن کی معافی کا طالب ہے۔

وہی خدا جو موسےٰ کو طور پر آگ کے شعلہ میں معلوم ہوا تھا۔ وہی جس کی بابت بنی اسرائیل کہتے تھے۔ کہ خدا ہم سے نہ بولے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم مر جاویں۔ موسےٰ ہم سے بولے۔ وہی خدا نہ صرف موسےٰ سے ہمکلام ہے۔ بلکہ دنیا کے تمام کمینوں۔ رذیلوں۔ حقیروں اور بےکسوں کے ساتھ ہمکلام ہو رہا ہے۔ کیسے حیرت کا مقام ہے کہ وہ بھسم کرنے والا خدا آج عاصیوں کے بچانے کو دنیا میں کام کر رہا ہے اور ان لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ جن لوگوں سے چھونا تو در کنار اُن کا سایہ ہی دنیا کے اشرافوں کو ناپاک کرنے کو کافی ہوتا تھا۔ آج وہی کوہ طور والا خدا جس نے موسےٰ کو گرداب حیرت میں مبتلا کیا۔ مہتروں بھنگیوں چماروں۔ رذیلوں اور کمینوں سے نہ صرف بولتا ہے بلکہ اُن سے ملنا اُن کی ضیافتوں میں شریک ہونا اُنکو اپنے ساتھ ایک کرتا ہے۔

ہندوؤں میں بڑا عجیب اچرج ہے۔ کہ راجہ رامچندر نے ایک بھیلنی کے جھوٹے بیر کھائے وہ لاکھوں برس کا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں مگر آج تک بھی رامچندر جی کی امت نے بھیلنیوں کو نہ اپنی بہو بیٹیاں بنایا۔ نہ مائیں بنایا۔ اور نہ چھوت چھات کا خاتمہ کیا۔ اس میں کونسی بہادری ہوئی۔ یا کیا حیرت کی بات ہے۔ مگر حیرت انگیز واقعہ یہ ہے۔ کہ خود خدا دنیا میں آیا۔ اور اُس نے تمام بھیل گوند چوہڑے چمار۔ برہمن۔ چھتری۔ سید۔ مغل تمام ایک کر دیئے ہیں۔ یہ ہے حیرت انگیز واقعہ۔ نہ بھیلنی کے بیروں کا معاملہ۔ اور نہ موسےٰ کا واقعہ۔ سچ تو یہ ہے کہ آج ہر ایک مسیحی موسےٰ سے بڑھکر ہے۔ کیونکہ ہر ایک مسیحی خدا کا فرزند ہے اور وہی طور والا خدا ہر ایک مسیحی سے ہمکلام ہوتا ہے۔

اے ناظرین خدا کے واسطے ذرا تھوڑی دیر کے لئے رب یسوع کے تجسم پر غور کرو۔ تعصب کو دور کرکے اور موسےٰ سے پوچھو ؎

حضرت موسےٰ نے کوہ طور پر جو کچھ دیکھا۔
ہم نے چرنی میں بے لا ریب وہ جلوہ دیکھا
نور سے جس کے یہ روشن ہوا عالم سارا
ہم نے مریم کی آغوش میں لیٹا دیکھا
پوچھئے حضرت موسےٰ سے یہ شاہد اپنا
واقعی ہم نے مسیحا کو خدا سا دیکھا
آج کوہ طور سے بڑھکر ہے مسیحی گرجا
ہم نے ہر ایک مسیحی کو ہے موسےٰ دیکھا۔
ذرہ سی بات پہ حیران تھی امت ساری
جب ید بیضا کا خلقت نے تماشا دیکھا۔
نور ایمان مسیحا کی ہی ایسی کرنیں۔
دل سیہ کار کو بھی ہم نے ہے چمکتا دیکھا۔

کیا یہ حیرت انگیز واقعہ نہیں ہے کہ کوہ طور والے خدا سے ہم ہر روز ہمکلام ہوتے ہیں۔ وہ ہماری شکل میں ہے۔ وہ صورت انسان ہے۔ وہ آگ میں سے ہمکلام نہیں ہوتا۔ مگر انسان میں بولتا ہے۔ اگر موسےٰ کا واقعہ کوہ طور والا تعجب انگیز ہے۔ تو ابن مریم واقعہ کا معلوم نہیں کیا نام رکھنا چاہیئے کیونکہ اُس کے سامنے موسےٰ کا واقعہ کچھ بھی تعجب انگیز نہیں۔ اگر طور پر غضب وعدالت اور شریعت ظاہر تھی تو یہاں محبت ورحم وفضل ومہربانی کا اظہار ہے۔ وہاں حکم تھا کہ جو مخلوق پہاڑ کو چھوئے جان سے مارا جائے۔ یہاں یہ فرمان ہے۔ کہ میں دنیا کو ہلاک کرنے نہیں مگر بچانے آیا ہوں۔ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈے اور بچائے۔ اے تم لوگو جو تھکے اور بوجھ سے دبے ہو۔ سب میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا۔

میں تمہیں ایک بڑی خوشی کی خبر سناتا ہوں۔ کہ آج تمہارے لئے داؤد کے شہر میں ایک نجات دینے والا پیدا ہوا وہ مسیح خدا وند ہے۔ موسیٰ حیران تو ہے۔ واقعی حیرانی کی بات ہے۔ مگر اُس نے سوائے حیرانی کے کیا ہمیں دیا۔ شریعت کی نعمت مگر ابن مریم میں خدا کے ظہور سے خدا کی محبت برکت اور فضل حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ بھی گنہگاروں کو حاصل ہوتی ہے۔ کوہ طور پر انسانیت غضب کے تحت میں آگئی مگر یہاں انسانیت کی شان



بڑھ گئی۔ سچ ہے انسانیت کو فخر ہے ذات یسوع سے۔ خدا انسان کی صورت میں آیا۔

نہ قدر شوکت سلطاں نگشت چیزے کم۔
کلاہ گوشہ دہقان باقتاب رسید۔

اے مسیحی ناظرین مرے کا تعجب بیجا ہے اس کا چشم دید واقعہ ہے۔ لیکن آپ کو بھی تعجب معلوم ہوتا ہے؟ کہ خدا میرے پاس آیا اور مجھ سے بولا۔ مجھ سے کلام کیا میری باتوں کا جواب دیا مجھے شیطان کی غلامی سے چھڑایا۔ نہ صرف یہ بلکہ میرے واسطے خود خادم بنا۔ بنی اسرائیل کی رہائی کے واسطے بکرے اور برے ذبح کئے۔ مگر میری رہائی کے لئے وہ خود برہ بنا۔ اور اپنے آپ کو قربان کیا۔

ایسا حیرت انگیز واقعہ اتحاد اسکے عالم سے اس کے سوا کوئی اور ہوا ہے۔ اے مسیحی اگر تو اپنی قدر پہچانے تو واقعی تیرا مرتبہ جو ملے سے بڑھ کر ہے اس ماجرے پر فرشتے بھی حیران ہیں۔

راقم۔ واعظ۔

غزل

بتقریب سعید عید تولد منجی عالم

اب علاج درد عصیاں مفت ہوگا عاصیو
ایمان سے بچ جاؤ گے یسوع مسیح فرما گئے
سب بدلجائیگی اب ظلمت کی کثرت نور سے
آفتاب صدق ہیں ہوکے دلبر آگئے
کہہ رہا ہے کہنے والا سب مریضوں کو پکار
شاہی مطب کھل گیا ہے اعلیٰ سرجن آگئے
ہو گیا فضل خدا اخترؔ اب مخلوق پر
خالق ارض وسما آکر اب زمیں پر آگئے

خاکسار ۔۔۔ اے ۔ بی ۔ مس منشی یوسف خاں اخترؔ

مولود مسیح

جناب صادق کے قلم سے

باغ دنیا کی مسرت کا یہی باعث ہے
خوش نوازوں کی لطافت کا یہی باعث ہو
گل و غنچہ کی نزاکت کا یہی باعث ہے۔
اور گنہگاروں کی راحت کا یہی باعث ہو
اُسکے دلکم کا ہی پھیلا ہے یہاں غل اتنا
ہوا عیریاں یہ بھی نغمہ بلبل اتنا
ہم گنہگاروں سے کی حق نے محبت کیسی
اپنے بیٹے کو جو بھیجا ہے یہ الفت کیسی۔
بنی آدم سے کی اللہ نے مروت کیسی۔
اور سیہ کاروں پہ کی اُس نے ہے شفقت کیسی
ابن اللہ کا کیا پیار ہے سبحان اللہ
جس پہ قربان دل سرا ہو سبحان اللہ
آج گیتی میں ہوا شافع عصیاں پیدا
آج دنیا میں ہوا فاتح شیطاں پیدا
فخر فردوس بنا آج ہے بیت الحم
فی الاصل مطلع معراج ہو بیت الحم
مرحبا لطف الٰہی ہے نرالا کیسا
اُس نے قائم کیا بچنے کا وسیلہ کیسا
اہل عصیاں کو خداوند نے چاہا کیسا۔
بخشا اس عالم رنجور کو عیسےٰ کیسا۔
ہو گرفتار شیاطیں کو چھڑایا کیسا
خود مریضان گنہاں کو بچایا کیسا

میلاد المسیح

خدا انسان میں بن کرکے آیا
تری صورت مبارک سے دکھایا
وہ صورت پاک تیری ہے مسیح خود
خدا اُس میں ہوا ظاہر صریح خود
کہ تا دوری ز انساں ہووے خود دور
ہمہ کس وصلش ہوں نہ کہ مہجور
الٰہی شان ہے تیرا نرالا۔
بنے بندوں کا بندہ حق تعالیٰ
ارے مومن تری خاطر سے ساری[1]
مسیح پاک نے یہ شکل دھاری۔
کہ تا تجھ میں بھی پیدا ہو مسیحا
تجھی میں ہاں ہو پیدا ہو مسیحا
کسی نے ہو نہ گر صورت وہ پائی
اُسی صورت کی دیکھے وہ دہائی
کہ تا لبریز ہو حب الٰہی
تری خاطر اشک اس نے بہائی
ترے نخل محبت کو یوں سینچا۔
نمود ہو تجھ میں وہی جس نے سینچا
اسی کے پھول اُسی کے پھل دکھا تو
اسی کی شکل پہ بن ہو بہو تو۔
یہی اکمل ہے تیری کامیابی۔
یہی اس نام سے ہے نامیابی
ملائک ہونگے زائر تیرے آکر
معانق ہو کے بولیں مرحبا کر
تجھے شاباش شاباش اے مسیحی
بنا کیسا مسیحی تو صحیح ہی
مبارک ہو یہ ہوا روشن مسیحا
مبارک ہو کا ہے خود جوشن[2] مسیحا۔

راقم ملک روشن خاں از جنڈیالہ ضلع امرتسر

---

[1] ساری یعنے اثر کنندہ
[2] جوشن یعنے زرہ بکتر مبارز

سنیاسی مشن میں جنم پنچمی اُتسب

ہم آئے ہیں سنکر نور نظر کا ہونا۔
ہو سب کو مبارک شاہ پسر کا ہونا

آج مرتو لوک میں کیا دھوم مچی ہے۔ کہ سرگ لوک سے رشی منی پتر دوت گگن پشپوں کی پرکھشتی کر رہے ہیں۔ پاتال لوک (امریکہ) بھی آنند بدھاے ہو رہے ہیں۔ یورپ مارے گھمنڈ کے پھولا نہیں سماتا۔ افریقہ بھی جے جے اچکار کر رہا ہے۔ بھلا بتاؤ تو کیا کارن ہے۔ ہمارا اشتی کمد کراؤ تو بتائیں۔ ابھی شتی کمد کرائے دیتے ہیں من چت لگا کے سنئے۔ ایشیا دیپ میں مکش داتا کا اوتار ہوا ہے۔ یہ نرالی بات پتھوی کے لوک لبشٹیش کر کے بھارت ورش کے جنم اشٹمی ارتھات کرشن اوتار کو او یک جانتے ہیں پنجاب پرانت کے جنم سپتمی ارتھات گوبند سنگھ کے جنم دن کا اُتسب پوسان سدی سپتمی کو مناتے ہیں۔ ایشیا دیپ میں بھارت باسی لوگ دس اوتار مانتے ہیں۔ نو تو ہو چکے۔ دسواں اوتار نش کلنک ہونیوالا ہے۔ یہ اوتار سمبھل مراد آباد میں ہوگا۔ یہ سب ٹڈکوسلا یہ ان کی من گھڑت کتھائیں چھوڑیئے۔ جھٹ پٹ بستر باندھئے ہمارے ساتھ چلئے جو تمہیں لوگوں سے سلتے۔ باپ رے باپ پنڈت جی! آج تو آپ ایسے سکے ہیں جیسے دھوبی کے پتر (فرزند) بڑے بڑے پوتھے کھول رکھے ہیں۔ آج من مانگی دکشنا پاؤ گے۔ جو مکش داتا کے اوتار کا منگل سماچار سنا کر آنکھوں دیکھی پرم آنند چھوٹی ہوئی!! پریہ سرگ کی اور نیترا اٹھائے۔ آہا! آہا!!! آہا!!!! ہم تو جانتے تھے کہ کرشن شاستر شنگ دیا ہے بھیا

نہیں پنڈت جی آپ ستیا وادی ہیں پیارا جگت کے آرنبھ سے کبھی نہیں دکھائی دیا۔ کیوں آج ہی سوا اس کے بھمو (جلال) سے تینوں لوک جگمگا رہے ہیں۔ پنڈت جی آپ کے چرن پڑوں۔ یہ تو بتایئے کرشن کس رگ کی اور سے یہ دوت مہاراج سریلے اور یہ ہیرہ سف بندوں میں کیا کہہ رہے ہیں۔ دھیان سے سنئے ابھی سمجھ میں آجائیگا۔ آج یہودیا دیش بیت لحم نگر میں **نش کلنک اوتار** ہو گیا ہے۔ چلو مترو بہت گنگا نہائیں گوداوری دھائیں۔ اب یردن گنگا نہیں اور سب جنم جنم کے پاپ چھڑ ہیں۔ اودھو! اب سمرن پڑا۔ آج تو صاحب لوگوں کا بڑا دن ہے۔ ٹھیک ۲۵ دسمبر ہے۔ بھارت باسیوں میں یہ بات پرچلت ہے۔ کہ آج سے دن بڑھنے لگتا ہے۔ دن بڑھنے کو صاحب لوگ جو بل بدھ ہیں جگت میں سرشٹ سمجھے جاتے ہیں۔ کیوں اتنی دھوم کرینگے۔ بڑا دن اس کا نام اس سے پڑا کہ جس **نش کلنک اوتار** کو وہ مانتے ہیں۔ اُن کے اوتار کا شبھ دن ہے۔ نہ کیول انہیں کے لئے پرنتو کل سنسار کے لئے **بڑا دن** یہ بھی ستیہ ہے۔ کہ جس دن ہمارے مکش داتا کا اوتار ہوا وہ دن ۲۴ گھنٹے کا نہیں تھا۔ اس دن کئی جگ بیت گئے تھے۔ جب تک **جگت گورو ناصری ناتھ** کا درشن ساری سرشٹ جیو جڑا چرنے نہ کر لیا۔ تب تک سوریہ (آفتاب) است نہ ہوئے تھے۔

اب یہ تو بتایئے کہ **سنیاسی مشن میں جنم پنچمی اُتسب** کیسا۔ دیکھو بابا! سنیاسی مشن کا اصل کام لوپ بی ڈی مشنگ پر ہے۔ پنچمی کچھ سنگدھ تک نہیں۔ بہر بھی پنچمی شنوار سے بھجن دیکھئے انہیں ۲۵ دسمبر میں سے **۵ پانچ** کا اکشر (منہ سب) لے لیتے ہیں اور ٹھیک ۲۵ دسمبر کو جنم پنچمی کا اُتسب مناتے ہیں چلو آج **سنیاسی مشن** میں اُتسب کی دھوم دھام دیکھیں گے۔ اور جو کچھ پرشاد ملیگا اس سے ترپت ہونگے۔ سنتے ہیں کہ ہیٹ کوٹ بوٹ پہنے ہوئے گھسنے نہیں پاوینگے۔ وہاں جو لوگ جاتے ہیں اشنان دھیان کر کے آدھا پیتامبر پہنے آدھا اوڑھے اور دوشالہ کاندھے پر ڈالے نانا پرکار کے پشپ سگندھت وسریپ چھپن پرکار کی مٹھائی لئے بھینٹ کے لئے اُٹھا سکتی سب کے پاس سونا ہوتا ہے۔ ۲۴ کی راتری شانتی آشرموں (سنیاسی مشن کے عبادت خانوں) میں جاگرن (**واچ نائیٹ سروس**) ہوتا ہے۔ یہ رات کال ۲۵ کو تین تین گھنٹے اوپرانت۔ **ناصری ناتھ** کے اوتار کی کتھائیں سنسکرت بھاشا میں ہوتی رہتی ہیں۔ سرب سادھارن کے ہیت ارتھ لوکل بھاشاؤں میں سمجھایا جاتا ہے۔ یہاں پر دھیان رہے کہ ہمارے شانتی آشرموں اور مٹھوں میں کسی پکاری پرتمار جت انہیں ہوتی اور نہ درشن کتھملک رنگوں کی بھانت مورتیوں کے سنکھ وڈنڈوت (سجدہ) آسکتے ہیں کیونکہ جنم **پنچمی کا اُتسب** مناتے۔ اور سچ ہیں مکش داتا کا درشن کیجئے۔

کیتھیڈرل کے روشنی دوار کے اوپر نوبت باجا بڑی دھن کے ساتھ پربھو کے جنم اوتار کو بجا رہا ہے۔ جھنڈیاں اور سلال تیا کا پھوہارہ ہے کیا دوار کی دونوں اور پرسٹ بھگوان بستر دھارن کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ دوشنی لوگوں کے مستک پر آشیرباد کے ہاتھ رکھتے جاتے ہیں۔ پرویش کرنے کے ساتھ ہی جیوں ہی اوپر درشٹ گئی۔



کہا دیکھتے ہیں کہ آکاش کا سیں اُس میں ایک تارہ بڑے بیھو (جلال) کے ساتھ جگمگا رہا ہے۔ پاس ہی ایک سندر بالک سپید (سفید) بستر دھارن کئے ہوئے ہے۔ اس بالک کی سندرتا دیکھ کے تینوں لوگ موہت ہو رہے ہیں (اس ننھے بچہ کی نور صورتی کو دیکھ چودھویں رات کا چاند شرمندہ ہو رہا ہے۔) بڑی شستی بولی سے سنسکرت بھاشا میں یہ شبھ سماچار سنا رہا ہے۔ برہمرشی وید انند (واود) پالستھنی کے نگر میں نشکلنک اوتار ہوگیا۔" یہ سب کچھ انتر دھیان ہوگیا۔ ایک بڑی بھیڑ دوتوں کی نرسنگھے بجاتے ہوئے پرگھٹ ہوئی (پاٹھکوں کے سمجھنے کے ہیت یہ بتا دینا اوشیہ ہے کہ یہ بالک ناٹک بارام لیلا کے چھوکرے نہیں۔ یہ بالک وہ برہمچاری ہیں جو بال اوستھا سے پوتر جیون اور پھل۔ دودھ پر رہتے ہیں۔ ودن رین اُتم اپدیش سنتے رہتے ہیں۔ ناصری ناتھ کے وید کی شکشا سنسکرت یونانی اور انیہ انیہ بھاشاؤں میں دی جاتی ہے۔ اوپرانت یونیورسٹی کے کورس بھی پڑھائے جاتے ہیں۔)

یہ بھیڑ بھی لوپ (غائب) ہوگئی۔ کہا دیکھتے ہیں کہ چھوٹے اور بڑے بڑے رشی منی یوگی اتیادی ہاتھوں میں چنور لئے ہوئے سریلے کنٹھوں سے پربھو کے اوتار کو دوہا چوپائی میں کہہ رہے ہیں۔ پربھو پالنا میں جھول رہے ہیں دھیان رہے سمرن رہے کہ اس پالنا میں کوئی بالک نہیں ہوتا ہے۔ صرف پربھو کی مورت چتر (تصویر) کیول [illegible] ۹ : ۶ کی پروفیسی بڑے [illegible] ہیں پالنا کے چاروں کونوں پر سونے کے دیپک (شمعدان) جل رہے ہیں۔ [illegible]

اور پرسٹ درشنی لوگوں کے ہاتھ سے کھینچے جاتے ہیں۔ پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ دھوپ اور نانا پرکار کی سگندھت بستیں ہون ہو رہی ہیں۔ آرتے سنگدھ کے دسوں دشا کے دگپال کانپ رہے ستھے تو یہ ہے کہ یدی ترک کر پربھو کے پالنا کے سنمکھ رکھا جائے تو جیت ہو سکتا ہے۔ درشنی لوگ ساشٹانگ ڈنڈوت (منہ کے بل گر کے) کر رہے ہیں۔ اتنے میں پرات کال ہوگیا۔

"پنچامرت" "پنجیری" (پاک عشائے ربانی کی رسم) کا ودھان ہوا۔ پریسٹ انچارج نے اشیرباد کے ساتھ سب کو وداع کیا۔

ممبروں کے گھروں میں چھپن ۵۶ پرکار کے بھوجن تیار ہیں۔ لوگ آنے جانے لگے مل ملکے ایک دوسرے کو بدھائی دے رہے ہیں۔ سیکڑوں پیچھے ۹۰ گھروں میں ڈیکوریشن و ٹیمپرنس لائف لیس ہوتی ہے۔ اتنے میں ۹ بجے اور نرسنگھے کے شبد سنائی دینے لگے۔ پھر شانتی آشرم (گرجا گھر) کو چلے۔ ایک گھنٹہ اپدیش (واعظ) سن کرکے آنند پورک اپنے گھروں کو پھرے۔ جیوں ہی بارہ کی توپ چلی۔ نرسنگھے اپنی دھن میں سنڈے سکول کے بالکوں کو پکارنے لگے۔ پریسٹ انچارج نے سنڈے سکول کے بچوں کی رسپانسیبلیٹی پر دیا کھیان دیا۔ بچے جے جے!! جے!!! جگت گورو کی کرتے کودتے اپنے اپنے گھروں کو لوٹے۔ تین بجنے کے ساتھ ہی ماتائیں (لیڈیز) کے کرتبہ (فرائض) پر ماتا دسالیم کے اُتم سے اُتم ڈیمونسٹریشن دے کے پریسٹ مہاشہ نے بڑے آکرشن کرنے والا کرسمس سرمن دیا۔ یہیں پیچھے سوئیں مہاسنگال رائزنگ سروس، کیول پریسٹ۔ بال پریسٹ

اور چیلین گنوں کی جئی۔ اس سبھا کے سرمن میں مسٹری اور کلرجی گنوں کی ڈیوٹی پر سپیشل۔ جنم پنچھی سرمن ہوا۔ یوں بڑا دن بڑوں کے نام سے سماپت ہوا۔

کیا پربھو کے لئے پالنا ڈال رکھا ہے؟

پرنتو بھراتاؤ کیا پربھو کے لئے پالنا ڈال رکھا ہے؟ نہیں۔ تو شیگرہ ڈالئے۔ وہی ہیرا ہے۔ ارتھاتھ بسواس کے استھمب۔ پریم کی ڈوری۔ کاوری رنگ عشق استھان پوتر ناصری ناتھی (ہولی کرسچنس) لوگوں کے انتہ کرن۔ ہر پرسن پرتیک اپنے ہردے پر ہاتھ رکھ کر کرے کہ کیا میں نے آج جگت گورو ناصری ناتھ کے لئے پالنا ڈال رکھا ہے؟ ہے تو آپ دھنیہ ہیں۔ اور پربھو کریں کہ ہم سب کے سب جو آپ کے نام کے کہلاتے ہیں گرنا ری بدھائی" ("پہاڑی مبارک بادی") کے بھاگی ہوں؟

دو دن شیگرہ آنے والا ہے۔ کہ سنیاسی مشن اور کمپنی مشنس اُس بیکنٹھی کیتھیڈرل میں اکٹھے ہوئے جنم پنچھی کے اُتسب کا آنند لوٹیں گے۔ اب سنیاسی مشن اپنے سب ناصری ناتھی بھراتاگنوں کو جو لوک پرلوک میں ہیں وشیو ہیپی کرسمس کہتا ہے۔ اب ہمارے پربھو ناصری ناتھ کا انوگرہ۔ پربھو پتا کا پریم۔ پوتر آتما کی سنگتی۔ ہم سبھوں کے ساتھ آپ سے انت تک ہووے۔ تتھاستو۔

پربھو میں آپ کا خادم:۔
سوامی [illegible] نند بھارتی۔
[illegible]

التجاء

نظم میری دیکھ کر یا دستگیر
خوشی حاصل کریں برنا و پیر
نظر کرم ہو ایسی تیری امداد سے
شعر بے موزوں پر رونق ضمیر
کر نہیں سکتا او کوئی بشر
آپکی تعریف کا عشر عشیر
التجاء ہے مالکا میری نظم
ناظرین کی نظر میں ہو دلپذیر۔

نظم

کلمۂ قدرت الٰہی واسطے یوم الحشر
تھا خدا کیسا عقبو ارض و سماے شفیر
بیت اللحم میں آج وہ مشکل کشا پیدا ہوا
پاک دل مریم کنواری سے نرالے طور پر
ناجی گروہ عاصیاں امداد گر پیر و جواں
الحمد للہ آگیا تعویذ جاں نوع بشر
دستگیر افتادگاں و چارہ ساز بیکساں
محبوب رب العالمیں بدیع الزماں نیک سیر
عالم بالا سے اس دنیاء دوں میں آگیا۔
سرور کونین شاہ مرسلاں عالیقدر۔
خوش طبع شیریں زبان و سرور پیغمبراں
قرۃ العین حبیب کبریا نور البصر۔
چھوڑ کر عرش بریں کیوں خالق ارض و سما
بطن اطہر باکرہ میں آگیا کچھ غور کر۔
جب صفی اللہ ہوا فرمان حق سے منحرف
باغ عدن سے کر گئے خارج فرشتے آنکر
ہو گیا انسان اور ذات خدا میں اختلاف
کھا لیا جب شجر ممنوعہ کا آدم نے ثمر۔

ہو گئی اس فعل نا معقول سے قابل سزا
اولاد اس کی بھی جو ہے۔ روے زمیں پر بسر
کلمۂ قدرت الٰہی میل کروانے کے لئے۔
آگیا فانی جہاں میں تخت شاہی چھوڑ کر
خون بہا بالذات بنی بھی سزا اُس فعل کی
بشر بن کر اس لئے قرباں ہوا والا قدر۔
مالک روز جزا کھینچا گیا جب دار پر
خالق و مخلوق آپس میں ہوئے شیر و شکر
افلاک سے تشریف لاکر اسلئے ابن خدا
مال مریم کے وسیلے ہو گیا خاکی بشر
ہے مسیحا نام نامی منبع آب حیات
پیجیئے جاتا رہے ابدی ہلاکت کا فکر
پنجۂ شیطان نا معقول سے آزاد ہے
مرد خدا کامل کیا جس نے یقیں اس بات پر
مطلقاً ابدی ہلاکت سے بری ہو جائیگا
خون ذات کبریا جس نے رکھا مد نظر
ہیچ ہے وہ کس نہیں جس کی ایسی زندگی۔
گرچہ رکھتا ہے تصرف میں سراسر بحر و بر۔
ہے وہی دانا جہاں میں جسنے ایماں و جاں
اُسکے حوالے کر دیا خویش اقارب چھوڑ کر
سیم و زر دنیاء دوں میں بیش قیمت ہے مگر
بالمقابل خون ذات کبریا ہے بیقدر۔
سب اُسی فاعل حقیقی کے بنائے ہیں عجوبہ
جس قدر ہم دیکھتے ہیں منتشر زیر و زبر
اقرار اس کے نام کا کرنا مبارک ہے ورے
جز خدا و روح القدس مسدود ہے جنت کا در
ہے اقانیم ثلاثہ مشتمل واحد خدا
مت گماں کر مسئلہ تثلیث فی التوحید پر
شاعرانہ طور پر ہرگز نہیں میرا سخن۔
ہیں صحایف انبیا شاہد میری تحریر پر

جاں اپنی کیوں نہ ہو ذات مسیحا پر فدا
جس نے اپنا خوں بہایا میری خاطر وار
اُس کی صورت لم یزل پر دل دیوانہ ہو گیا۔
اس لئے مائل نہیں ہوتا کسی تصویر پر
شاہ خوباں جہاں محبوب ربی لے گیا
جلوہ دکھا کر دل میرا لعنت جگر سے چیر کر
دیدار فیض آثار کی ہے انتظاری اس قدر
ٹکٹکی باندھی رہیں آنکھیں در و دیوار پر۔
جل گیا ہے آتش فرقت دل ماہ رخا
آب خنک دیدار سے بہر خدا تبرید کر۔
آپکی غفلت سے جاناں گھر میرا ویران ہو
تشریف لاکر قلب احزان کو آباد کر۔
ارض و سما کے درمیاں ہو کون میرا دستگیر
اے منجی عاصیاں مغموم خاطر شاد کر
شیطان بدکردار کے حملات سے یا سیدی
خادم ضعیف الحال کو تا زندگی ہوشیار کر
بحر عصیاں کی بھنور میں دل میرا غرقاب ہے
دست کرم سے پکڑ کر اس ناتواں کو پار کر
بے حدائی سے میرا دل مبتلائے رنج و غم
تسکین خاطر منحصر ہے ذات بابرکات پر
مرض عصیاں سے میرا دل کالا کوئلہ ہو گیا
خون اپنے سے مسیحا مطلع انوار کر۔
کر نہیں سکتا کوئی مرسل گناہوں کا علاج
ہاں میرا مشکل کشا اس مرض کا ہے ڈاکٹر
ایمان لا کر خون سے ناصری پر بیگماں
کوئی بھی عاصی نہیں جائیگا فی النار سقر
دائما نار جہنم میں رہینگے بدکار سب
اے گنہگار و کرو اپنی رہائی کا فکر۔
خواب غفلت سے ذرا اے یار اٹھ بیدار ہو
منزل مقصود پر جانے کی تدبیر کر

اے برادر دور ہوجائینگے سب رنج الم
سچے ریا ابن خدا کے نام کا اقرار کر۔
حیف صد اس مہرباں کی زندگی سے یاد ہے
اُسکی جا کر قصبہ و دیہات میں تشہیر کر
افسوس ہے اس زندگی معقول عالی گوہر جہاں
رہ گئے خالی پڑے نامی گرامی نامور۔
بیقرار و مضطرب خاطر حزیں ہوجائینگے
روز حشر میں جس جگہ کوئی نہیں امداد گر
توفیق بخش اُنکو مسیحا دیکھکر تیرا کلام
غور سے حال اپنے پر ڈالیں نظر
خود پسندی چھوڑکر حاصل کریں وہ زندگی
مطلق جسکو نہیں روز جزا خوف و خطر
اے گنہگار مسیحا ہے مالک روز حشر
ہو چکا اولاد آدم کے لئے امداد گر
زیر سایہ اس کے آ کر زندگی حاصل کرو
بھٹکے پھرتے ہو کیوں مایوس ہوکر دربدر
گمنام تھے عالم میں جو علم و ہنر سے بیخبر
ہوگئے ہیں آجکل فضل خدا سے معتبر
مفلس و بیکس نہ تھی جنکو میسر نان شب
دیکھو اب کیسے اڑاتے ہیں نوالے تر بتر
اپنی قدرت کاملہ سے کر عطا یا مالکا
دہ دہ فیض آثار سے عیسیٰ ناصری شام و سحر
چھوڑکر جنگ و جدل یارب رہیں تیری ثنا
آجکل روئے زمیں پر جس قدر ہیں تاجور
سالہا سے دست بستہ التجا درپیش ہے
یا خدا بخش اپنی برکت بیکس و نادار پر
راقم۔ خدا بخش۔

نورافشاں کے لئے جلد نئے خریدار
پیدا کیجئے۔ ایڈیٹر

نعت

خداوند یسوع المسیح منجی عالم

مسیحا میں واصل خدا ہو رہا ہے۔
جدائی کا پردہ جدا ہو رہا ہے۔
جو خداوند مسیح پہ فدا ہو رہا ہے۔ ؎
وہ دنیا کے غم سے رہا ہو رہا ہے
ہے خون مسیح سے رہائی جہاں کی۔
قرضدار کا قرض ادا ہو رہا ہے۔
مسیحا کا ہے نور شمس و قمر میں
اوجالا سمکتا سما ہو رہا ہے
وہ پہونچا وہاں آسمانوں پہ لیکن
ابھی یہ گیا وہ گیا ہو رہا ہے
فرشتوں کا انساں کا جن و پری کا
مسیحا پہ دل مبتلا ہو رہا ہے۔
جہاں کے خداؤں کی پرواہ نہیں ہے۔
جمال مسیح دلربا ہو رہا ہے ؎
چلی ناؤ اُمت کی پل سے اُتر کر
مسیحا خدا نا خدا ہو رہا ہے
وفات مسیحا سے ہم زندہ ہوگئے۔
یہ وعدہ خدا کا وفا ہو رہا ہے
یہ احقر نالائق نکما ہے مالک۔
کہ بندہ سا مُردہ فنا ہو رہا ہے۔
جگادو مسیحا جی اپنے فضل سے
کہ تیرا فضل تو سدا سے رہا ہو
خاکسار:۔ ا۔ ے۔ ا۔ ے۔ ب۔ ل مس [illegible] خاں
افغان متخلص بہ احقر۔

نورافشاں کے لئے اعلیٰ مضامین
بہت جلد آنے چاہئیں۔

غزل

در مدح خداوند یسوع المسیح

کون آتا ہے یہ کس کی نازیں رفتار ہے۔
یہ تو ہے مظہر خدا کا جسکی ٹھوکر گفتار ہے۔
زاہد دیکھو کوئی شراب عشق کا جُرعہ
محتسب کی میکدہ میں چھن گئی دستار ہے
کشتگان عشق کو مژدہ سنا دیتی ہے دل میں۔
آنیوالا ہے مسیحا جاں کا غمخوار ہے۔
دست وحشت نے نہ چھوڑا ایک تار پیرہن
تار جاں عاشق کا تیرے عنکبوتی تار ہے
رات کو اختر شماری دیکھو بے تابی دل
اور شب مہتاب آنکھوں میں تیرے بن تار ہے
اے پیاسو دوڑو کو منفعت میں سیری کرو
دعوت حق عام ہے۔ ابن خدا استادہ ہے۔
ہم گناہگاروں کے بدلے جو گیا مصلوب وہ
تا ملادے سب کو حق سے کاہن سردار ہے
اے خداوند ہم سبھوں کے ساتھ ہو اور کر مدد
راج اپنا جلد لا عالی تیری سرکار ہے۔
احقر نالائق نکما تو مسیحا کارساز۔
بلکہ میں کچھ بھی نہیں ہوں ہیچ میری گفتار ہے

غزل

کیوں نہ ہے لطف اُسکے آگے مادہ انگور ہے
مے کشی عشق مسیحا کی جسے منظور ہے
ظلمت عصیاں نہ کیوں دل سے بھلا ہو دور جو
مہر عیسےٰ کا وہاں پر تو فگن جب نور ہو
تیری برکت سے ہوا وصل خدا اُنکو نصیب
کیوں نہ پھر شکر عیسے صادق مسرور ہو۔

میلاد شریف

۱۹۱۶

خمسہ واعظ بر غزل خود

کہہ سکتے تم مردوں کو ہیں جو کر جلانیوالے اور کمزور مریضوں کو اُٹھانیوالے
بندِ عصیاں سے رہائی کے دلانیوالے آج آئے ہیں خطا کار بچانیوالے
قیدِ عصیاں سے اسیروں کو چھڑانیوالے

بارِ عصیاں سے ہوئے سخت جو انساں حیراں جو نہیں جانتے اِن دکھوں کا مطلق درماں
بحرِ مایوسی میں جن کو ہے ڈبایا شیطاں خوابِ غفلت میں جو سرمست ہیں سوتے انساں
اُن کو ہیں نیند سے آئے ہیں جگانیوالے

فضل اپنے سے تو کر ہم پہ مسیح نظرِ کرم آبِ حیواں تو پلا دے ہمیں اے ابرِ کرم
نور اپنے سے ہمیں نور تو دے بدرِ کرم تازگی بخش دے شادابی تو اے ابرِ کرم
آبِ حیواں کے ندی نالے بہانیوالے

جان کیا چیز سمجھتے ہیں فناہ کے عاشق راضی ہر حال میں رہتے ہیں رضا کے عاشق
اُن کو کیا موت کا ڈر جو ہیں بقا کے عاشق تجھ پہ قربان نہ کیوں ہوویں خدا کے عاشق
اپنی صورت سے خدا باپ دکھانیوالے

اے مسیحا ہیں دل و جان سے تیرے بردے اپنی رحمت سے یہ کشکول ہماری بھر دے
ہم سے ناداروں کو ایمان کی زر دے بادِ مرحمت سے جلی روحوں کو تازہ کر دے
تم ہو باغِ عدن پھر کے دلانیوالے

چار دن بعد کیا زندہ جو تھا لعزر مُردہ سینکڑوں مردے تو ہر روز ہی کرتا زندہ
تیری قدرت کا کرشمہ ہے تعجب نہیں ہمیں اصلا زندگی بخشدے سب مردہ دلوں کو مولیٰ
تو باذنی سے سڑے مُردے جلانیوالے

تیرے قدموں پہ پڑے رہتے ہیں تیرے کچھ داس سارے مایوس فقط تجھ ہی سے ہیں پاتے آس
تجھ کو دیکھا تو ہوئی دور ہوس آن ہی پاس تو بلاتا ہے تو کس طور نہ آئیں تجھ پاس
تھکے ماندے سبھی آرام کے پانیوالے

تو گنہگاروں کا حامی ہے قدرداں بھی ساری مخلوق کا خلاق ہے رحماں بھی
ہم خطا کار ہیں کیوں تجھ پہ نہ ہو نازاں بھی تو ہے ستار و غفور اور مہرباں بھی
جو مصلوب کو جنت میں لیجانیوالے

تجھ سا کوئی نہیں دونوں جہاں میں دیکھا خاکساری میں ہیں نہیں کوئی بھی تیرا ہمتا
خاکی انسان کی صورت تو بنا ابنِ خدا ہر دو عالم میں فروتن بھی نہ تجھ سا ہوگا
تاج اور تخت سما چھوڑ کے آنیوالے

نام تیرا جو گنہگار زبان پر لادے اُس کو شیطان کبھی پھر نہ ستانے پاوے
وہ محفوظ جو پناہ میں تیری آجاوے موت کو دیکھے نہ ایمان جو تجھ پر لاوے
جاں بخشی کا عجب مژدہ سنانیوالے

تپِ عصیاں کا جلا آیا ہوں رحماں در پہ خشک لب دیدے ایستادہ ہوں [illegible]
اک قطرہ دیکھ پڑا کیسا ہوں حیراں در پہ تشنہ لب آیا ہوں اے چشمۂ حیواں در پہ
آبِ جاوید پیاسوں کو پلانے والے

نام لوں تیرا میں کس طور سے آتی ہے شرم اپنے اعمال سے ہیں سخت ہوا ہوں نادم
مجھ کو شفقت سے بچا لے ابھی شاہِ امم رحم کر حال پہ میرے ہوں گرفتارِ الم
اے میرے درد و غم رنج اٹھانیوالے

میں ہوں مقروض تیرا قرض تو خود ہی بھر دے میری آہوں پہ تو اے روح اپنا اثر دے
اُڑ کے پنچھوں میں یسوع پاس مجھے تو پر دے میں ہوں مشکل میں پھنسا مشکلیں آسان کر دے
مجھ گنہگار کی بگڑی کے بنانیوالے

تیری رحمت ہے مسیح حال پہ میرے کیسی ہر مصیبت میں ہو خود آپ میری تو [illegible]
مجھ سوا اور میں دیکھی نہیں اُلفت ایسی دونوں عالم کے مصائب سے رہائی دیدی
تیرے قربان میری دار اٹھانیوالے

ضعف سے حال ہوا غیر ہے جاتا میرا کام مشکل ہے میرے سامنے سخت آن پڑا
ہو مددگار مسیح اور ہو حامی مولیٰ جان آفت سے چھڑا میں ہوں مصیبت میں پھنسا
ترس واعظ پہ سدا فیض سے کھانیوالے

غزل بتقریب سعید عید تولد منجی عالم۔

مژدہ باد۔ اے عاشقاں دنیا میں یسوع آگئے۔
طالب دیدار جن کے تھے وہ دلبر آگئے

اب پہنچنا منزل مقصود پر دشوار کیا
راہ سیدھی جو دکھائیں گے وہ راہبر آگئے

خوف محشر عاصیوں کے دل سے سب مٹ جائیگا
وہ شفیع عاصیاں مختار محشر آگئے ٭

خاکسار ۔ بی ۔ اے ۔ ایل ۔ بی مس منشی یوسف خاں ۔ احقر

٭ منٹگمری والہ علاقہ جھنگ۔ بار کی پاسبانی میں کمزور اور وہ زبردست۔ کلیسیا میرے واسطے دعا کرے۔ کرسمس کا یہ انعام خدا کی کلیسیا سے چاہتا ہوں۔ دعا سے میری مدد کریں ٭ واعظ۔

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مہتمم نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی براوز چھپا۔